مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی

تازہ تصنیفات

تحفۂ کشمیر

مولانا ندوی کے حالیہ دورۂ کشمیر ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۸۱ء کے موقع پر کی گئیں سات اہم تقریروں کا مجموعہ جن میں وہ اہم اصول اور بنیادی باتیں اور حقائق و مضامین آگئے ہیں جو نہ صرف اہل کشمیر بلکہ بیشتر اسلامی ممالک اور اسلامی جماعتوں، تنظیموں اور ان کے قائدین اور تمام مسلم اہل فکر و نظر کے لئے لائق توجہ اور مستحق غور و فکر ہیں۔ معیاری کتابت، آفسیٹ، طباعت،

قیمت علاوہ محصول ڈاک مبلغ آٹھ روپے

اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت میں

حدیث کا بنیادی کردار

حدیث کی علمی قیمت و افادیت کیا ہے۔

حدیث ایک مسلمان کی عملی زندگی کے لئے کیوں ضروری ہے۔

حدیث کے نہ ہونے یا اس سے صرف نظر کر لینے سے ہماری اجتماعی زندگی اور معاشرہ میں کیا خلل ہوتا ہے۔ اور کیا نقص لازم آتا ہے۔

ان سوالات کے جوابات کے لئے مولانا ندوی کی اس نئی کتاب کا مطالعہ کیجیے

اردو ایڈیشن قیمت -/۳۔ عربی ایڈیشن -/۴۔ انگریزی ایڈیشن زیر طبع۔

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوہ لکھنؤ

ستمبر ۸۲

357

خواتین کا ترجمان

رضوان

لکھنؤ

ماہنامہ

R. No. 2416/57 AUGUST '82 L/W NP 58

Monthly RIZWAN LUCKNOW.

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی چند تصنیفات

نبی رحمت	تاریخ دعوت وعزیمت	ہندستانی مسلمان	ارکان اربعہ
کاروان مدینہ	سیرت سید احمد شہید	انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر	منصب نبوت
دو ہفتے ترکی میں	نقوش اقبال	عالم عربی کا المیہ	تذکرہ شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی
ایک اہم دینی دعوت	سوانح حضرت رائے پوری	معرکۂ ایمان و مادیت	ہندستانی مسلمان ایک نظر میں
مغرب سے صاف صاف باتیں	قادیانیت	جب ایمان کی بہار آئی	پرانے چراغ
دریائے کابل سے دریائے یرموک تک	شرق اوسط کی ڈائری	دو ہفتے مغرب اقصیٰ میں	پاجا سراغ زندگی
ذکر خیر	صحبتے با اہل دل	حیات عبدالحی	مکاتیب یورپ
نئی دنیا امریکہ میں صاف صاف باتیں	مکاتیب مولانا الیاس	مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت	دعائیں (جیبی سائز)
پیام انسانیت	مقام انسانیت	حق و انصاف کی عدالت میں ایک مظلوم مصلح کا مقدمہ	تزکیہ و احسان

مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ ۱

Only Cover Printed At LUNA PRINTING PRESS, LUCKNOW

بانی مولانا محمد ثانی حسنی و امۃ اللہ تسنیم

خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

جلد ۲۶ | ستمبر ۱۹۸۲ء مطابق ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ | نمبر ۹

مدیر

محمد حمزہ حسنی

معاونین

امامہ حسنی   میمونہ حسنی

اس شمارے کی قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک روپیہ

سالانہ چندہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ بارہ روپیہ

دفتر ماہنامہ رضوان۔ گوئن روڈ۔ امین آباد۔ لکھنؤ ۱۸

کیا اور کہاں

اللہ کے نام سے	محمد حمزہ حسنی	۳
تعلیمات قرآنی	مولانا محمد اویس نگرامی ندوی	۵
حدیث کی روشنی میں	ادارہ	۱۴
حج جس کی یادگار ہے	مولانا محمد ثانی حسنیؒ	۱۵
پاکیزہ بستی	″	۲۳
جب آپ کے بچے....	بیگم عطیہ ہدایت اللہ	۲۵
آپ کیسے پڑھائیں؟	ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی	۳۳

اللہ کے نام سے

گذشتہ سال "رضوان" نے اپنی عمر کے ۲۵ سال مکمل کئے الحمد للہ اب ۲۶ ویں برس میں چل رہا ہے۔ بہت سے قارئین رضوان ایسے ہیں جو اوّل روز سے رضوان کا مطالعہ کررہے ہیں اور اس کی توسیع و اشاعت میں حصہ لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

اب رضوان ایک ایسے ادارے کے تحت شائع ہو رہا ہے جو کسی کی نجی ملکیت نہیں ہے بلکہ وقف ہے۔

ہم اپنے بہن بھائیوں سے یہ امید کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اگر رضوان کو موجودہ معاشرہ اور حالات میں مفید سمجھتے ہیں تو اس کی اشاعت اور اس کو گھر گھر پہونچانے میں اپنی کوششیں صرف کریں گے۔ اس کی دو شکلیں ہیں:

ایک یہ کہ آپ اپنے احباب اور ملنے والوں کو ترغیب دیں کہ وہ رضوان کے خریدار بنیں۔ ——— بارہ روپے

سالانہ کوئی ایسی رقم نہیں جو کوئی نہ دے سکے۔ دوسرے یہ کہ آپ اپنے احباب کے پتے ہم کو ارسال کریں۔ ہم ان کو نمونہ کا پرچہ بھیجیں۔ اس طرح رضوان کا تعارف ہوگا۔

ہم پھر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس طرف توجہ کریں گے۔ تاکہ رضوان جس مقصد سے شائع ہوتا ہے وہ پورا ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مدد فرمائے۔

محمد حمزہ حسنی

تعلیمات قرآن

پاک اور صاف رہنا

مولانا محمد اویس نگرامی ندوی

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (مائدہ)
اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا کر پاک ہو

پاک اور صاف رہنا بڑی ضروری چیز ہے، دین کی جڑ پاکی ہی پر ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ اس قبر والے پر اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ یہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچتا نہ تھا۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کو پاکی کا اس قدر خیال تھا کہ جب سے اسلام لائے عام طور سے ایک بار روزانہ غسل کرتے تھے۔

۱۔ حضورؐ نے فرمایا جب کوئی شخص سو کر اٹھے تو جب تک تین بار ہاتھ نہ دھولے اس کو پانی کے برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے کیونکہ سونے میں معلوم نہیں کہاں کا ہاتھ کہاں پڑا ہے۔

۲۔ دانتوں کی صفائی کے لئے فرمایا "اگر میری امت پر بوجھ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

۳۔ عام راستوں اور درختوں کے سائے میں پاخانہ نہ کرنا چاہیے۔

۴۔ غسل خانہ کی زمین میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ استنجا بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔ اور پانی کے ساتھ مٹی بھی استعمال کرنا چاہیے۔

٦۔ ہفتہ میں ایک دن مسلمان کے لئے غسل کرنا، کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، اچھا سمجھا گیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ضروری ہے۔

لباس

قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا (اعراف ۳)	ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکے تمہارا ستر اور زینت کا سامان۔

لباس کے دو مقصد ہیں۔

۱۔ جسم کو سردی اور گرمی کی تکلیفوں سے بچایا جائے

۲۔ انسان کے بدن کے جن حصوں پر دوسروں کی نظر نہیں پڑنی چاہیئے، وہ چھپے رہیں۔ مردوں کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ، عورتوں کے لئے سر کے بال سے لے کر ٹخنوں اور گٹوں تک کا حصہ ستر ہے، یعنی ان کا دوسروں کے سامنے کھولنا جائز نہیں، تنہائی میں بھی کھولنا اچھا نہیں ہے۔ ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے پوچھا اگر ہم اکیلا تنہائی میں ہوں یعنی کوئی دوسرا دیکھنے والا نہ ہو۔ فرمایا خدا تو دیکھتا ہے۔ اس سے اور زیادہ شرم کرنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کبھی ننگے نہ ہو۔ اس لئے کہ تمہارے ساتھ فرشتے رہتے ہیں جو برہنگی کے وقت تم سے الگ ہو جاتے ہیں، ان سے شرم کرو اور ان کا لحاظ رکھو۔

۳۔ مردوں کو کسی ضرورت اور مجبوری کے بغیر خالص ریشم کا بنا ہوا کپڑا نہ پہننا چاہیئے۔

۴۔ مردوں کے لئے عورتوں کا لباس اور عورتوں کے لئے مردوں کا لباس جائز نہیں۔

۵۔ مرد کو پائجامہ کی مہریاں، اور تہبند کو اتنا نیچا نہ کرنا چاہیے کہ ٹخنے چھپ جائیں البتہ عورتیں دامن یا گھیر نیچے تک لٹکا سکتی ہیں۔

۶۔ ایسا باریک کپڑا نہ پہننا چاہیئے جس سے ستر دکھائی دے۔ عورتوں کے لئے خاص طور پر حضورؐ نے فرمایا کہ کتنی کپڑے پہننے والیاں ہیں جو حقیقت میں ننگی رہتی ہیں۔

۷۔ مرد شوخ رنگ، خاص کر سرخ رنگ کے کپڑے نہ پہنیں، سرخ دھاری کے کپڑے جائز ہیں۔ زعفرانی کپڑے درست نہیں۔

۸۔ مردوں کے لئے حضورؐ نے سفید رنگ کے کپڑے پسند فرمائے ہیں۔

۹۔ آستین والی پوشاک پہنتے وقت پہلے داہنے ہاتھ آستین ڈالنی۔ چاہیئے۔

۱۰۔ نیا لباس پہنتے وقت حضورؐ یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ	اس خدا کی تعریف جس نے مجھ کو یہ پہنایا اور روزی کیا میری قوت کے بغیر (یعنی محض اپنے رحم سے)

بات چیت کا طریقہ

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (بقرہ)	اور لوگوں سے اچھی بات کہو

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپس میں جب باتیں کی جائیں تو اچھی باتیں کی جائیں۔ اچھے انداز سے ہوں! بولنے کا لہجہ نرم ہو، بات میں سختی نہ آنے پائے، جس سے باتیں کی جائیں اس کے مرتبہ کا لحاظ رکھا جائے، بڑوں سے ادب کے ساتھ اور چھوٹوں سے محبت اور پیار کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ زبان سے ایسی بات نہ نکالی جائے جس میں کسی پر طعن ہو یا جس سے کسی کی ذلت ہو۔ خدا فرماتا ہے

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (حجرات ۲) — اور نہ تم آپس میں ایک دوسرے کو طعن دو اور نہ چڑھ کا نام لے کر پکارو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان نہ طعنہ دیتا ہے نہ لعنت بھیجتا ہے اور نہ بد زبانی کرتا ہے۔

فرمایا جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے وہ کہے تو اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

حضرت حارث بن ہشام رضؓ نے حضورؐ سے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز بتائیے جس کا میں پابند ہو جاؤں، رسول اللہؐ نے زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کو قابو میں رکھو۔

فرمایا "اچھی بات بھی صدقہ ہے"۔

بے شرمی کی باتوں سے بچنا چاہیے۔ انصاف اور سچائی کی گفتگو کرنا چاہیے۔ بات میں جلدی نہ کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپ کے الفاظ کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

جب چند لوگوں کے سامنے بات کہی جائے تو سب کی طرف توجہ رہے ٹھہر ٹھہر کر ہر ایک کی طرف منہ کیا جائے تاکہ دوسروں کو شکایت نہ پیدا ہو۔

گفتگو مختصر الفاظ میں کرنا چاہیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ مختصر گفتگو کروں، کیونکہ اختصار بہتر ہے

عورتیں جب غیر مردوں سے بولیں تو بات اور لہجہ میں لوچ نہ ہو۔

بات کی جائے تو آہستگی کے ساتھ، بے موقع چیخ چیخ کر باتیں کرنا حماقت کی نشانی ہے۔ قرآن میں ہے۔

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان ۱۲) — اور کچھ اپنی آواز دھیمی کر کہ سب آوازوں میں بری آواز گدھوں کی ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گفتگو بہت میٹھی ہوتی تھی آپ بہت ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔

سلام کا ادب

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا (نساء ۱۱) — اور (مسلمانو) جب تم کو کسی طرح پر سلام کیا جائے تو تم (اس کے جواب میں) اس سے بہتر طور پر سلام کرو یا کم سے کم ویسا ہی جواب دو۔

مسلمان جب ایک دوسرے سے ملیں تو "السلام علیکم" (تم پر سلامتی ہو) کہیں اس سے برکت ہوتی ہے۔ آپس میں محبت بڑھتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک ایمان نہ لے آؤ۔" اور اس وقت تک ایمان نہ لاؤ گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے، میں تم کو ایسی بات بتاتا ہوں کہ جب تم اس کو کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے اور وہ یہ ہے کہ "سلام کو پھیلاؤ" سلام کرنے کے لیے جانے اور انجانے، بڑے اور بچے کا فرق نہیں۔ ہاں ادب کے خیال سے چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے والے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے سوار کو پیدل چلنے والے کو سلام کرنا چاہیے۔

گھر میں جاتے وقت بیوی بچوں کو سلام کرو، مجلس سے اٹھ کر جاتے وقت بھی لوگوں کو سلام کرو جس کو سلام کیا جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ سلام کا جواب اسی طرح یا اس سے اچھے طریقے سے دے! یعنی سلام کرنے والے نے جو الفاظ کہے ہیں۔ ان پر اور مناسب

لفظوں کو زیادہ کر دے۔

مجلس کا ادب

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا ۔ (مجادلہ)

اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی کرو تو کشادگی کرو اللہ تمہارے لئے کشادگی کرے گا اور کہا جائے کہ اٹھ جاؤ، تو اٹھ جاؤ۔

اس آیت میں مجلس میں بیٹھنے کا ادب بتایا گیا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کوشش کر کے اسی جگہ پر بیٹھتے ہیں جو کسی وجہ سے خاص درجہ رکھتی ہے، ایسی حالت میں جگہ تنگ ہو جاتی ہے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر ان سے ذرا ہٹنے اور دوسروں کے لئے جگہ بنانے کے لیے کہا جائے تو وہ برا مانتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا ادب سکھایا ہے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھا کرو، صحابہ کا طریقہ تھا کہ جہاں بے تکلف پہلے جگہ مل جاتی وہاں بیٹھ جاتے! مجمع کو چیر کر آگے بیٹھنے کی کوشش نہ کرتے، مجلس میں کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص مجلس میں ایک جگہ بیٹھ کر کسی ضرورت سے خود اٹھ جائے تو پلٹنے کے بعد وہی اس جگہ کا مستحق ہے۔

مجلس میں جو معزز جگہ ہے وہاں خود بیٹھنے کی کوشش نہ کرنا چاہیے۔ کسی دوسرے کے یہاں جانا ہو تو اس کی اجازت کے بغیر اس کی خاص معزز جگہ پر نہ بیٹھنا چاہیے۔

دوسروں کے گھر میں جانے کا ادب

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ

(نور ۴)

مسلمانو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور ان سے سلام علیک کئے بغیر نہ جایا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) کہ جب ایسا موقع ہو تو تم اس کا خیال رکھو، پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی آدمی موجود نہیں تو جب تک تمہیں (خاص) اجازت نہ ہو اور ان میں نہ جاؤ، اگر گھر میں کوئی ہو اور تم سے کہا جائے کہ اس وقت موقع نہیں ہے لوٹ جاؤ تو (بے تامل) لوٹ آؤ۔ یہ لوٹ آنا تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔

کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لئے پہلے اجازت لینا چاہیے اس کے بہت فائدے ہیں مگر ان سب میں اصلی بات یہ ہے کہ بعض وقت آدمی ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ وہ یہ نہیں چاہتا ہے کہ دوسرے اس کو ایسی حالت میں دیکھیں، ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر جاتے تھے تو اجازت لینے سے پہلے دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے تھے۔ سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے تاکہ اندر کی چیزوں پر نگاہ نہ پڑے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی آئے اور آپ کے دروازہ کے سامنے کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ دروازے کے دائیں بائیں کھڑے ہو، کیونکہ اجازت لینے کا حکم اسی لئے دیا گیا ہے کہ گھر کے اندر کی چیزوں پر نگاہ نہ پڑنے پائے۔

حضرت جعفرؓ سے رسول اللہؐ کو بڑی محبت تھی، ان کی شہادت کی خبر آئی تو ان کی عورتوں نے نوحہ کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے منع کرا بھیجا، وہ باز نہ آئیں، دوبارہ روکا پھر نہ مانیں تو آپ نے فرمایا کہ ان کے منہ میں خاک بھر دو۔

جب کسی مسلمان کے گھر میں کوئی موت ہو تو مناسب ہے کہ عزیز دوست یا محلہ کے لوگ اس کے یہاں کھانا بھیجیں، حضرت جعفرؓ کی شہادت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر کھانا بھجوایا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ ان کے گھر کے لوگوں کو آج کھانا پکانے کا موقع نہ ملے گا۔

..

ٹیلی گرام "خمیرہ"
فون آفس ۸۲۸۰۳ مکان ۸۳۴۲۹

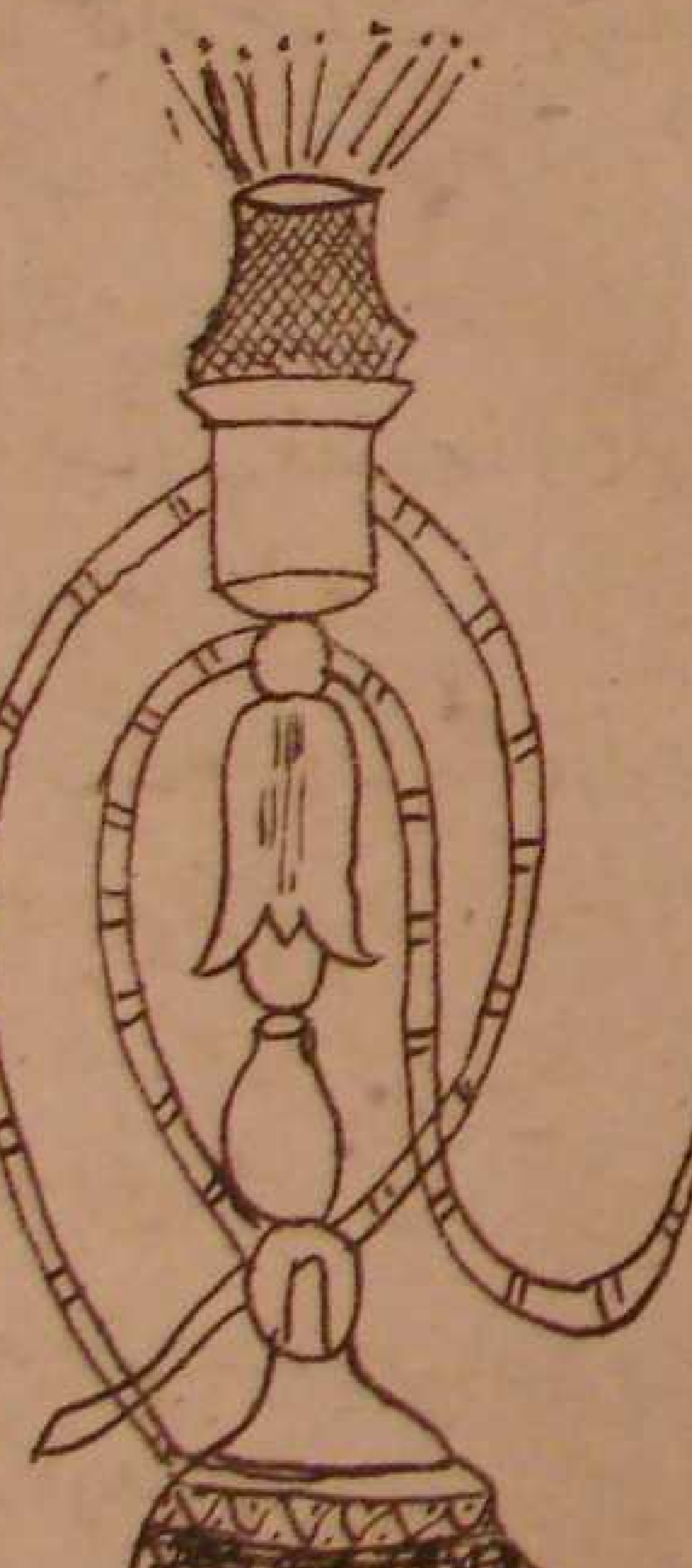

خمیرہ حقہ تمباکو
مینوفیکچررس اینڈ ایکسپورٹرس
آزاد بھارت تمباکو فیکٹری
فادان محل روڈ لکھنؤ
پارٹنر
حاجی محمد امتیاز خاں

اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ سلام کر کے کہے کہ میں اندر آسکتا ہوں تین بار سلام کرنے کے بعد اجازت نہ ملے تو واپس جانا چاہیے۔ البتہ اگر کسی کو خود بلایا جائے تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

دکانوں میں جانے کے لئے اور اسی قسم کی عام جگہوں میں جانے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں، خود اپنے گھر کے اندر بھی سلام کر کے جانا چاہیے۔

کچھ لوگ بھی ایسے ہیں کہ ان کو بار بار اجازت لینے میں زحمت ہوگی، جیسے چھوٹے بچے یا لونڈی غلام یہ ہر وقت گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے ان کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ لیکن تین وقت ایسے ہیں کہ ان کے لئے بھی اجازت لینا ضروری ہے!— وہ وقت نماز عشاء کے بعد، نماز صبح سے پہلے اور دوپہر کے وقت۔

غم منانے کے ادب

اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ	اور جب ان کو کوئی مصیبت پیش آئے
قَالُوۡٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ	تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لیے ہیں اور
رٰجِعُوۡنَ (بقرہ ۱۹)	اسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔

آدمی پر کوئی مصیبت آئے، کسی کا انتقال ہو جائے تو صبر سے کام لینا چاہیے خدا سے دعا کرنا چاہیے۔ رنج کی وجہ سے آنسو نکل آئیں تو کچھ حرج نہیں، مگر چیخ چیخ کر رونا، کپڑے پھاڑنا اور اسی طرح کی دوسری باتیں دین کے خلاف ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گریبان پھاڑتا ہے۔ اور گالوں پر طمانچے مارتا ہے اور جاہلیت کی طرح چیختا اور چلاتا ہے، وہ میری امت میں سے نہیں۔

حدیث کی روشنی میں

آمین

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب آجاؤ، ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین" جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین" جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین"۔

جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی تھی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انھوں نے کہا

۱۔ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا۔ پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی"۔ میں نے کہا۔ "آمین"۔

۲۔ پھر میں جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا: "ہلاک وہ شخص جس کے سامنے آپؐ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے"۔ میں نے کہا۔ "آمین"۔

۳۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا "ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پا دے اور وہ اس کو جنت میں نہ داخل کرائے"۔ میں نے کہا۔ "آمین"۔

حج جس کی یادگار ہے

مولانا محمد ثانی حسنیؒ

کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ جملہ کس نے کہا؟ کب کہا؟ اور کس حالت میں کہا؟ اور اس کے بعد پھر کیا ہوا؟

غور سے سنئے اور اس کی روشنی میں اپنی زندگی کا جائزہ لیجئے اور اس روشنی کو مشعل راہ بنائیے۔ ہزاروں سال پہلے کی بات ہے۔ شام جیسے سرسبز و شاداب اور آباد ملک میں اللہ کے جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے توحید کا پیام سنایا، بادشاہ وقت نمرود اور آپؑ کی قوم نے آپ کو ستایا، تکلیفیں دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی بیوی حضرت ہاجرہؓ اور شیر خوار بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لیا اور اس شاداب اور آباد ملک کو چھوڑ کر آپ کوسوں دور سفر کر کے مکہ مکرمہ پہونچے۔ اس وقت مکہ مکرمہ میں کوئی آبادی نہ تھی بلکہ ایک بے آب و گیاہ زمین تھی، گرم اور تپتے ہوئے پہاڑ تھے۔ سرسبزی و شادابی کا پتہ تک نہ تھا۔ کبھی کوئی قافلہ اس راہ سے گزر جاتا تو گزر جاتا۔

نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی ۔۔۔ عرب اور کل کائنات اس کی یہ تھی

ایسی خشک اور غیر آباد زمین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے ہمراہ بیوی اور شیر خوار بچے کو لے کر پہونچے اور دونوں کو بغیر کسی ظاہری سامان اور مادی سہارے کے چھوڑ کر واپس جانے لگے جس سرزمین پر پورا ایک قافلہ بھی دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا، ایسی سرزمین پر ایک عورت اور ایک شیر خوار بچے کا تن تنہا بغیر دانے اور پانی کے بغیر مونس وغم خوار کے کس طرح گزر ہو سکتا تھا۔ لیکن اللہ کے حکم کے آگے کس کو چارہ۔

حضرت ہاجرہ کے دل میں یہی خیال آیا، انھوں نے دیکھا شوہر واپس جا رہے ہیں اور معصوم جانوں کو بغیر کسی ظاہری سہارے کے تپتی ہوئی زمین پر چھوڑ رہے ہیں۔ وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھیں کہ آپ ہم دونوں کو اکیلا کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں حضرت ابراہیم نے اس کا جواب دیا۔ بیوی نے پھر پوچھا کہ ایسا کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اشاروں میں جواب دیا۔ ہاں اللہ ہی نے حکم دیا ہے یہ سننا تھا کہ اس صابرہ و شاکرہ اور خدا کی اس بندی نے بے تکلف جواب دیا کہ:۔

"اگر ایسا ہے تو

اللہ ہم کو ضائع نہ کرے گا"

اس آخری جملہ کو (جو یقین، توکل، اللہ پر اعتماد اور ایمان کامل کی اعلیٰ مثال ہے) سامنے رکھئے اور دیکھئے کہ اللہ پاک نے کس طرح اس خواب کو روشن تعبیر بخشی اور اپنی اس نیک بندی کے گمان کو شرف قبولیت بخشا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جا چکے ہیں۔ اس لمبے چوڑے تپتے ہوئے علاقے میں جہاں حد نگاہ تک لمبے اور اونچے نیچے پہاڑوں اور صحرا کے علاوہ کچھ نہیں صرف دو نفوس ہیں۔ ایک نحیف و نزار عورت، دوسرا شیر خوار بچہ، بچہ کو پیاس لگی وہ رونے لگا۔ ماں کی ممتا بے چین ہو گئی۔ پانی کا ایک قطرہ نہیں۔ جس سے بچہ کی

پیاس بجھائیں، بچہ کا رونا دیکھا نہ گیا، بیتاب ہو کر سامنے ایک پہاڑی (صفا) پر چڑھیں، دور تک نگاہ دوڑائی، نہ چشمہ دکھائی دیا نہ کوئی آدمی گھبرا کر نیچے اتریں، دوڑ کر بچے کو دیکھا، رو رہا ہے، بے قرار ہو کر دوڑیں دوسری پہاڑی (مروہ) پر چڑھیں، ناکام لوٹیں، اسی طرح سات چکر کئے مگر مایوس لوٹنا پڑا۔ واپس آئیں۔ دیکھا کہ بچہ اپنے پیر زمین پر مار رہا ہے۔ اور قدموں تلے پانی کا ایک چشمہ ابل رہا ہے۔ مارے خوشی کے دوڑی ہوئی بچے کے پاس آئیں اور مٹی سے پانی کو روکنے لگیں، وہ چشمہ رک گیا۔ بچہ کی پیاس بجھائی، خدا کی اس نعمت کا شکر ادا کیا۔ وہ چشمہ پھر زمزم کی شکل میں آج تک محفوظ ہے اور ساری دنیا کے مسلمان اس سے سیراب ہوتے ہیں اور کسی وقت اس کا پانی خشک نہیں ہوتا۔ اس واقعہ کو پڑھئے اور اس جملے کو دہرائیے۔

اگر ایسا ہے

تو اللہ ہم کو ضائع نہ کرے گا

کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیمؑ پھر تشریف لاتے ہیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ اب نوجوان ہیں۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ میں اپنے جوان بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کر رہا ہوں، صبح ہوئی، بیٹے کو بلایا، خواب کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ میں تم کو ذبح کروں، صبر و ہمت کا پیکر بیٹا جواب دیتا ہے ــ میرے باپ آپ کو جو حکم ہے وہ کیجئے۔ انشاءاللہ مجھ کو صبر کرنے والا پائیے گا۔ شفیق باپ اپنے محبوب بیٹے کو گھر سے کچھ دور لے جاتا ہے۔ لٹاتا ہے۔ گلے پر چھری رکھتا ہے کہ حکم آتا ہے کہ ابراہیم رک جاؤ، تم نے خواب سچ کر دکھایا، ایک مینڈھا لایا جاتا ہے اور اسمٰعیل کی جگہ اس کو ذبح کیا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ

کی یہ قربانی، ایثار اور بندگی اللہ کو اتنی پسند آئی کہ قیامت تک کے لئے اس ماہ مبارک میں مسلمانوں پر قربانی واجب کردی گئی۔ اور آج اسی سرزمین پر جہاں حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان کرنے کے لئے لٹایا تھا، لاکھوں جانور قربان کئے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ اس وادی سے ایک قافلہ گزرا، دیکھا کہ قریب میں پانی کا چشمہ جاری ہے، حضرت ہاجرہؓ سے اجازت طلب کی اور وہ قافلہ وہیں رک گیا اور اس شرط پر کہ پانی پر ملکیت حضرت ہاجرہؓ کی رہے گی، باقی قافلے والے پانی استعمال کرسکتے ہیں۔ وہ قافلہ اس وادی میں مقیم ہوگیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی شادی اس قافلے میں ہوگئی۔ اور پھر اس سے نسل بڑھی اور ایسی بڑھی کہ کروڑوں کی تعداد کو پہونچ گئی۔ اور قریش جیسا نامور قبیلہ اسی نسل سے ہوا۔ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی بابرکت ذات پیدا ہوئی۔ جن پر کل کائنات کو فخر ہے

حضرت ہاجرہؓ کا جملہ:

اگر ایسا ہے تو

اللہ ہم کو ضائع نہ کرے گا

حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔

حضرت ابراہیمؑ دوسری بار تشریف لائے۔ حضرت اسمٰعیلؑ سے ملاقات ہوئی۔ اور دونوں نے مل کر کعبہ جیسے پاک گھر کی تعمیر کی تاکہ لوگ شرک کو چھوڑ کر اللہ کی عبادت کریں، دونوں پہاڑوں سے پتھر لاتے اور پاک گھر کی تعمیر کرتے حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کعبہ بناتے جاتے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے۔ "اے

اللہ اس شہر میں امن قائم فرما اور اس کے رہنے والوں کو روزی عطا فرما۔ اے پروردگار ہم کو اپنا فرمانبردار بنا، ہماری نسل میں ایک جماعت ایسی پیدا کر جو صرف تیری مطیع ہو۔ اور ہم کو اپنی عبادت کے رستے بتلا۔ اے میرے رب انھیں میں ایک پیغامبر پیدا فرما جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور علم و حکمت سے ان کے دلوں کو زینت بخشے، تو بڑا زبردست حکمت والا ہے۔"

اللہ نے حکم دیا کہ اس بابرکت گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں، رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کردو، اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو کہ قریب و دور دراز رستوں سے حج کی خاطر آئیں تاکہ اللہ کی رحمتوں اور دولتوں سے مالا مال ہوں، اس مبارک گھر میں اللہ کا ذکر کریں اور حج کے فرائض ادا کریں۔

تعمیر کے بعد اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو قبول کیا کہ اس وقت سے لے کر آج تک برابر طواف ہوتا ہے، ہر سال دور دراز علاقوں سے لوگ کھنچ کھنچ کر آتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔ اور حج کے موسم میں لاکھوں انسان اس شہر میں امنڈ آتے ہیں اور "لبیک اللھم لبیک" کی صدا سے وادی گونج اٹھتی ہے رزق ایسا کہ دنیا کا ہر پھل ملے گا، پانی اتنا زیادہ کہ ہر سال ساری دنیا میں زمزم جاتا ہے۔ مگر کم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو دیکھئے اور حضرت ہاجرہ کا وہ جملہ یاد کیجئے:

"اگر ایسا ہے

تو

اللہ ہم کو ضائع نہ کرے گا۔"

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی صداؤں سے مکہ اور مکہ کے اطراف کی فضا گونج رہی ہے۔

ایک ملک نہیں، سیکڑوں ممالک سے، قریب سے نہیں، دور دور سے، مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، امیروں، غریبوں، تندرست و توانا، معذور و مجبور غرض کہ ہر طرح کے ان خوش قسمت انسانوں کا ہجوم ہے جن کے دل، ایمان کی دولت سے معمور اور محبت خداوندی سے سرشار ہیں، ان مبارک انسانوں کا کیا کہنا، جن کو اللہ تعالےٰ نے ان کے گھروں سے نکال کر اپنے خاص گھر پہونچا دیا۔ اس کی زیارت کی توفیق دی۔ اس کو چھونے اس سے لپٹنے کا سنہرا موقع دیا۔ اس کے طواف کی دولت نصیب کی، وہ خوش قسمت بڑی آرزوؤں سے پہونچے، زیارت سے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کیا، رو رو کر گناہوں سے معافی مانگی، عشق و محبت کے ساتھ ایک نہیں کئی کئی چکر کاٹے ۔۔۔ ۸ ذی الحجہ آئی، احرام باندھا، اور منیٰ کو روانہ ہوئے ایک ہی شب گزاری تھی کہ "عرفات" کو چل دیے۔ ایک ایسا میدان جہاں پر نہ چھت اور نہ کوئی سایہ دار جگہ، قدم قدم پر خیمے لگے ہوئے اور حجاج خدا کے حضور میں سرنگوں، لاکھوں کا مجمع، ایک میدان میں اکٹھا، دل سب کے ایک، لباس سب کا یکساں "لبیک اللھم لبیک" کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ آج کوئی کسی کو پہچان نہیں سکتا ۔۔۔ دن گزرا، سب "جبل رحمت" کو چلے، آنکھیں اشک بار، دل سوگوار، کفن بر دوش، سب کی ایک ہی تمنا، ایک ہی خواہش کہ اللہ اس کے گناہوں کو معاف کردے تو زندگی

سعادت ہو۔ رات ہوئی، پھر لاکھوں انسانوں کے قافلے روانہ ہوئے اور "مزدلفہ" میں ڈیرے ڈالے، ہر ایک کی زبان خدا کے ذکر سے تر اور سر حضور خداوندی میں جھکا ہوا۔ یہ رات کتنی مبارک اور مقدس ہے، صبح ہوئی اور پھر کوچ ہوا۔ یہ حج کا موسم ہے اور حج سراسر عشق و محبت ہے جو کسی ایک جگہ رہنے نہیں دیتا۔

اک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں، رات کہیں، صبح کہیں شام کہیں

اب ۱۰ ذی الحجہ ہوگئی۔ سارے حجاج منیٰ کی وادی میں جمع ہیں کنکریاں مار کر سب نے بال بنوائے، کپڑے بدلے اور جانوروں کی قربانی کی ایک وسیع میدان میں لاکھوں جانور، جن میں ہر طرح کے جانور ہیں، اونٹ بھی ہیں۔ اور بھیڑ بکرے بھی ۔۔۔ آج کی عبادت خدا کی راہ میں جانور کا خون بہانا ہے، یہ اس عمل کی نقل ہے جو اب سے ہزار سال پہلے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا ارادہ کیا۔ اور جو خواب دیکھا تھا اس کو سچ کر دکھانے کی آخری کوشش تک کر ڈالی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے دوست اور نبی حضرت ابراہیمؑ کی یہ ادائے عاشقانہ اتنی پسند آئی کہ قیامت تک کے لئے مسلمانوں کو حکم ہوا کہ وہ اس دن جانور کی قربانی کریں۔

منیٰ میں قیام ۳ تین دن رہا، اور حجاج مکہ مکرمہ روانہ ہوئے **حج** کے دن پورے ہوئے، برسوں کی تمنا پوری ہوئی۔ وہ عاشقانہ ادائیں ختم ہوئیں اب دن ہو یا رات، خدا کے گھر کا طواف اور گاہے گاہے "عمرہ" کرنا ہے۔ چند دن گزرے ہیں کہ حجاج مدینۃ الرسول کو چلنے لگے۔ اب محبوب کے کوچے میں پہونچنے کی تمنا کروٹ لینے لگی اور دل میں امنگیں جاگ اٹھیں، پہنچا تو

پہونچنا ہر جانے والے کی آخری خواہش یہی ہے کہ اگر دم نکلے تو اس پاک اور پیاری زمین میں نکلے جو رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم کی فرش راہ بنی ہے

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

لیکن جو لوگ باوجود کوشش اور بے انتہا خواہش کے پاک دیار کو نہیں پہنچ سکے ان کی حسرت بھی قابل رشک ہے، آج حسرت ہے تو کل پوری ہوگی، آج نصیب نہیں جاگا تو کل ضرور بیدار ہوگا۔ خدا نے اپنے بندوں کے لئے بھی چند اعمال رکھے ہیں۔ جو دیار حبیب نہیں پہونچ سکتے، بقر عید کا دن ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے عید کا دن ہے، اس میں نماز دوگانہ ان لوگوں کے لئے رکھی گئی ہے جو حج میں نہ ہوں نماز عید کے بعد تین دن تک قربانی کرنی ضرور ہے، اسی طرح ۹ تاریخ کی صبح سے ۱۳ تاریخ کی شام تکبیرات تشریق اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ہر نماز کے بعد کہنا چاہیے۔ جو جماعت سے ادا کی جائے۔

فون نمبر ۸۳۴۰۴ ٹیلی گرام: فردوس

چند مخصوص عطریات

زعفرانی حنا • شمامۃ العنبر

عبد الحفیظ محمد یوسف، پرفیومرس، یوسف بلڈنگ، پہلی منزل
۱۰، نادان محل روڈ لکھنؤ (انڈیا)۔

پاکیزہ بستی

مولانا محمد ثانی حسنی

جہاں ہے نور کا اک شامیانہ — جہاں پر ہے سجی بزم شہانہ
جہاں لعل و گہر کا ہے خزانہ — جہاں کا ہے مبارک ہر زمانہ

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی!
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

جہاں کی رات بھی دن سے منور — جہاں کا خار بھی گل سے ہے بہتر
جہاں ملتے ہیں جھک کر ماہ و اختر — جہاں کا ہر مکیں محبوب و دلبر

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

جہاں کی ہر گلی دار الشفا ہے — جہاں کا چپہ چپہ دلکشا ہے
جہاں کی دلنواز آب و ہوا ہے — جہاں کا لمحہ لمحہ جاں فزا ہے

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

جہاں ہے اہل دل کی ایک بستی — جہاں معدوم ہے باطل پرستی
جہاں چھائی ہے دل پر کیف و مستی — جہاں حاصل ہے حق کو بالا دستی

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

جہاں ہٹتا ہے دل سے دور کینہ — جہاں آتا ہے جینے کا قرینہ
جہاں ملتا ہے دل کو اک سکینہ — جہاں کا ذرہ ذرہ ہے نگینہ

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

رہے آرام گاہ شاہِ لولاک — رہے وہ مرکز اصحاب ادراک
وہاں کا عالم پاک اور ہم خاک — چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی!
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

جب آپ کے بچے مہم جو ہو جائیں

بیگم عطیہ ہدایت اللہ

ایک بچہ جب اپنی عمر کا پہلا سال مکمل کرے تو سمجھ لیجئے کہ وہ مہم جوئی کے دور میں داخل ہو گیا ہے۔ اپنا گھر اس کے لئے دنیا سے کم نہیں، وہ اس دنیا کو سر کرنے کا بیڑہ اٹھا لیتا ہے۔ نئے نئے راستے دریافت کرنا چاہتا ہے اس کی بے چینی اور تجسس کا جذبہ انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کی مہم جوئی کی انتہا نہیں رہتی، اسی پر بس نہیں، وہ اپنی ہر حرکت اپنی ماں پر جتانا چاہتا ہے کہ وہ زمانے لد گئے جب وہ ایک کھلونا تھا۔ ماں نے جہاں چاہا بٹھا دیا۔ جو چاہا کھلا دیا۔ اب وہ رنگ برنگی دنیا کو اپنے ننھے منے قدموں سے تسخیر کرنا چاہتا ہے ہر چیز کو چھو کر اور اٹھا کر محسوس کرنا چاہتا ہے۔ وہ ماں کو یہ بھی باور کراتا ہے کہ اس کی اپنی ایک شخصیت اور حیثیت ہے، اس کے اپنے احساسات اور پسند ناپسند ہیں۔

اس عمر میں بچے کی غذائی عادات میں بھی تبدیلی آنے لگتی ہے۔ ناپسندیدہ کھانے پر ناک بھوں چڑھا لیتا ہے اسے احتجاج کرنا آجاتا ہے، وہ اپنے پسندیدہ

مشغلے، پسندیدہ جگہ اور پسندیدہ شخص کو ترجیح دینے لگتا ہے۔ اچھی بری بات اور لوگوں کے رویوں کے متعلق خوش ہونا یا احتجاج کرنا جاننے لگتا ہے۔ جو حرکت یا چیز اور شخصیت اسے پسند نہ ہو اس کے متعلق وہ زبانی یا جسمانی حرکات وسکنات سے اظہار کر سکتا ہے۔ یہی رویہ اس کی متوازن افزائش کے لئے ضروری ہے کیونکہ بچے کی مرضی کا اظہار اس کی دماغی صلاحیتوں کے بڑھنے کی طرف اشارہ ہے۔

اگر ماں باپ اس دوران بچے کا حد سے زیادہ خیال رکھیں، کسی بھی چیز کے چھونے یا کام کرنے پر نہیں، نہیں کی آوازیں نکالیں، خود ۲۴ گھنٹے اس کی مدد پر آمادہ رہیں۔ اس کے پیچھے پیچھے پھریں تو بچہ نارمل شخصیت اختیار کرنے کے بجائے ایک پالتو جانور کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ اس کی خود اعتمادی ختم ہو جاتی ہے۔ بچے کو تجربات کرنے دیجئے لیکن اس کے ساتھ اس کو خطرات سے بچانا والدین کا فرض ہے۔ اگر مائیں تھوڑی سی توجہ دیں تو اپنے ننھے بچے کو خطرناک قسم کے حادثات سے بچا سکتی ہیں۔ ایک ناتجربہ کار ماں یہ جان لے کہ بچے کو نقصان پہونچانے اور بعض اوقات جان لیوا حادثات کون کون سے ہیں۔ تو وہ ایک بہت بڑے خطرے سے بچ سکتی ہے۔ اپنے بچے کو گھٹنوں چلتے یا پاؤں پاؤں چلتے دیکھنا ایک دل خوش منظر ہے۔ لیکن چند ہی دن بعد ماں بچے کی توڑ پھوڑ اور ہر چیز میں ہاتھ ڈالنے کی عادت سے پریشان ہو کر چلانے لگتی ہے۔ ہر بات پر مت چلائیے۔ پہلے ان چند حادثات سے واقفیت حاصل کیجئے۔ جو عمر کے اس مرحلے میں آپ کے منے کے لئے متوقع ہیں۔

سر فہرست بجلی سے چلنے والی چیزیں ہیں۔ جو جان لیوا حادثات کا پیش خیمہ ہیں، بچے اکثر سوئچوں میں انگلی ڈالتے ہیں یا تاروں کو اپنی طرف کھینچتے رہتے ہیں اس لئے دیواروں پر نیچے بنے ہوئے سوئچ ہولڈروں بٹنوں، ننگی چیزوں وغیرہ پر سلوشن ٹیپ لگا دیں، ایسے بلب ہولڈر جو بچوں کی رسائی میں ہوں انھیں خالی مت چھوڑ دیں، ان میں فوراً بلب لگا دیں لیمپ، استری، ہیٹر وغیرہ اونچی جگہ پر رکھیں۔ سوئچوں کے سارے بھاری فرنیچر گھسیٹ کر ڈال دیں۔ دوسری بات یہ کہ بچے کو اونچی کرسی یا میز وغیرہ پر اکیلا مت بیٹھنے دیں۔ برتنوں کے ٹرے ہمیشہ اس کی پہونچ سے دور رکھیں جب میز یا کارنس پر نیچے کو لٹکتے ہوئے میز پوش پڑے ہوں انھیں وہاں سے ہٹا دیں۔ اکثر بچے چیزوں کی موجودگی میں میز پوش کا کونہ کھینچ کر چیزوں کو اپنے اوپر گرا لیتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے لئے ڈریسنگ ٹیبل پر سے نیل پالش نیل پالش ریموور، سینٹ کلون، کاجل، سرمہ، لپ اسٹک اور تیل کی شیشیاں ہٹا دیں، ان میں ایسے کیمیائی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ جو بچے کے منہ میں ڈالنے پر مضر ثابت ہو سکتے ہیں۔ اکثر گھروں میں دوسری منزل پر جانے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوتی ہیں۔ والدین کو چاہیئے بچوں کو کسی حادثے سے بچانے کے لئے فی الفور ان پر اوپر نیچے چھوٹے گیٹ بنوالیں، جہاں تک ممکن ہو انھیں بند رکھیں، اگر اوپر کی چھت پر کھڑکی ہو تو اس پر فوراً سلاخیں لگوالیں۔

ایک ہوشیار اور بیدار مغز ماں کھانا پکاتے یا گھر والوں کے لئے ناشتہ یا کھانا لگواتے وقت بچے کو باورچی خانے یا کھانے کی میز کے اطراف میں کبھی اکیلا نہیں چھوڑتی۔ ہنڈیا میں پیاز سرخ ہونے پر پانی ڈالتے وقت تڑکا لگاتے یا تلتے وقت بچے پر گرم گھی کے چھینٹے پڑ سکتے ہیں اگر آپ کے باورچی خانے میں چولھے نیچے بنے ہیں۔ تو بچہ اس پر دھری ہانڈی یا دودھ یا چائے کا پانی اپنے اوپر

انڈیل سکتا ہے۔ بچہ اکثر اتنی اونچی جگہ تک ہاتھ بڑھا لے جاتا ہے کہ آپ تصور نہیں کر سکتے۔ اس لئے جب بھی چولھے پر پتیلیاں، فرائی پان اور کڑاہی وغیرہ رکھیں تو ان کے ہینڈل دیوار کے رخ پر پھیر دیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ باورچی خانے میں کام کرتے وقت بچے کو اس کی کرسی یا کاٹ میں مقید کر دیں یا کسی کی نگرانی میں دے دیں۔ ایک بات کا ہمیشہ خیال رکھیں جب بھی میز پر چائے یا کھانے کے برتن لگائیں اور بچہ کہیں آس پاس موجود ہو تو چائے دانی اور سالن کے ڈونگے میز کے بالکل درمیان میں رکھیں، اسی طرح جلتی ہوئی موم بتی، لالٹین، تیل کے دیئے اور لیمپ بھی ہمیشہ اونچی جگہ پر مرکز میں رکھیں۔

چھوٹا بچہ ہر چیز اٹھا کر منہ میں ڈالنے کا شوقین ہوتا ہے۔ چاہے وہ کتنی ہی بدذائقہ اور کڑوی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کھیلنے کے لئے اسے بٹن، کانچ کی گولیاں، سوئیوں کا ڈبہ، لوبیا یا مٹر کے دانے، موتی یا پھلوں، سبزیوں کے بیج وغیرہ بھول کر بھی نہ دیں، کھانے کے لئے جوار کے دانے، مونگ پھلی، چلغوزے یا کانٹے والی مچھلی بھی مت دیں کیونکہ یہ چیزیں بڑی آسانی سے سانس کی نالی میں اٹک کر جان لیوا ثابت ہو سکتی ہیں۔ بچے کے منہ میں پنسل قلم یا کوئی بھی نوکیلی چیز دبی ہو تو بھاگتے دوڑتے یا چلتے وقت وہ کسی چیز سے ٹکرا کر اس کے حلق میں گھس سکتی ہے۔ کسی بہلانے سے نوکیلی چیز اس سے لے لیں۔

بچے کو کھلی ہوا میں کبھی مت نہلائیں۔ بند غسل خانے میں موسم کے لحاظ سے پانی کا درجہ حرارت دیکھ کر اسے نہلائیں اس وقت پنکھا، ریڈیو، ہیٹر وغیرہ ہٹا دیں پانی کی گرمی کو اپنی انگلیوں سے محسوس کر لیں، اسے یک دم بچے پر مت انڈیلیں اور نہ گرم پانی کی بالٹی فرش پر کھلی چھوڑ دیں، ہو سکتا ہے

پانی بہت گرم ہو اور اس کی نازک کھال جھلس جائے۔ جب بھی باورچی خانہ میں کام ختم کریں، چاقو، چھری، ماچس اور کانٹوں کو اونچی جگہ پر چھپا کر رکھ جائیں کیونکہ چھوٹے بچے تو اپنی جگہ رہے، بڑے بچے بھی ان چیزوں سے کھیلتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں۔

اگر گھر میں کنواں، تالاب یا جوہڑ ہو تو اسے ڈھکنا مت بھولیں۔ شیشے یا چینی کے برتن ٹوٹ جائیں یا گھی کے کنستر پر سے ڈھکنا کاٹیں تو ادھر سے ادھر ہرگز پڑا نہ رہنے دیں۔ فوراً ضائع کر دیں، اسی طرح استعمال شدہ بلیڈ بھی پھینک دیں اتنے چھوٹے بچے کو کبھی بھی پالتو یا نو وارد کتے یا بلی کے نزدیک مت جانے دیں، بچے جانوروں سے والہانہ پیار کرتے ہیں۔ وہ اس کا اظہار ان کے منہ میں ہاتھ ڈال دیں یا آنکھوں میں ناخن چبھو کر یا دم اور بال کھینچ کر کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جانور ان کو پنجے مارنے یا کاٹ کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ بچے کی زندگی کے دوسرے سال میں ہر پانچ حادثوں میں ایک حادثہ زہر خوردنی کے نتیجے میں پیش آتا ہے۔ بچہ ہر چیز کا مزہ چکھنا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔ اس ضمن میں اس کے ہاتھ گولیاں، طاقت کی دوائیں گرائپ واٹر، بھوک بڑھانے والی ادویہ، کھانسی کی دوا اور شوگر کوٹیڈ گولیاں لگتی ہیں۔ بچے سگریٹ کے ٹوٹے اور ماچس کے مسالے چوسنے میں بھی مزہ لیتے ہیں۔

یہی وقت ہے جب ایک سمجھدار ماں اپنے گھر کا جائزہ لیتی ہے ہر طرح کی دوائیں بچوں کی پہونچ سے دور رکھتی ہے۔ برتن دھونے فرش صاف کرنے، پودوں اور مچھر، مکھی پر چھڑکنے والے کیمیکل کو محفوظ جگہ پر رکھتی ہے۔ برتن چمکانے والے لوشن، بوٹ پالش، روشنائی کی دوائیں، سگریٹ کے

پیکٹ، تمباکو وغیرہ کو بھی حفاظت سے رکھتی ہے۔ دواؤں کی شیشیوں پر لیبل لگوالیں تاکہ بچے کو دیتے وقت جلدی میں کسی غلطی کا امکان نہ رہے۔ علاوہ ازیں بچے کو کھیلنے کے لئے دوا یا گولیوں کے سربمہر ڈبے یا بوتلیں دینے سے گریز کریں چاہے وہ کتنی ہی سخت بند کیوں نہ ہوں۔

ماں کو ایک بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ بچے کی عمر کی اس خطرناک عبوری دور میں گھر میں ڈی۔ڈی۔ٹی، چوہے مار دوا، گولیاں کافور وغیرہ کی گولیاں ڈالنے سے چوکنی رہیں۔ اکثر گھروں میں چوہوں کو مار بھگانے کے لئے کالی خطرناک دوا (جو تیز بدن زہر ہے) اور گولیاں وغیرہ کھانے کی چیزوں کو ملا کر کونے کھدروں میں ڈال دی جاتی ہیں۔ اکثر چھوٹے بچے ان کو اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے ہیں۔ اسی طرح ان ادویہ کی خالی شیشیاں اور ڈبے وغیرہ ادھر ادھر مت پھینکیں، اس کے علاوہ پٹرول، مٹی کا تیل، موبل آئل، تارپین کا تیل، سرسوں کا تیل، کسٹر آئل، دروازوں، کھڑکیوں کے پینٹ، وارنش وغیرہ بھی بچوں کی پہونچ سے دور رکھیں۔ میزوں میں پڑے ایش ٹرے، گلدان، آرائشی اشیا وغیرہ ہٹا دیں۔ نچلے خانوں میں قیمتی کتابیں ہٹا کر بے کار رسالے کتابیں رکھ دیں۔ تاکہ بچہ انھیں پھاڑ کر اپنی خوشی پوری کرلے اور آپ کا نقصان نہ ہو۔ باورچی خانے کی نچلی درازوں اور سائڈ بورڈوں سے کھانے پینے کی چیزیں۔ ڈبے اور چینی کے برتن اوپر کے خانوں میں رکھ دیں۔ نچلے خانوں میں پتیلے، کڑاہیاں، فرائی پان اور ڈھکنے، کٹورے وغیرہ رکھ لیں تاکہ بچہ ان کے ساتھ کھیلے۔ انھیں نکال کر باہر بکھیرے۔ اس کی تسکین بھی اور آپ کو کلفت نہ ہو۔ ڈریسنگ ٹیبل اور الماریوں کی نچلی درازوں اور خانوں میں پھٹے پرانے کپڑے کھلونے خالی ڈبے اور کاغذ وغیرہ بھر دیں تاکہ بچہ انھیں نکال سکے۔ دوبارہ ٹھونس سکے۔ اور اس کھیل میں بہت دیر مشغول رہے اس طرح وہ اپنے تجسس اور مہم جوئی کے جذبے کی تسکین بھی کرے گا اور آپ کو کسی قسم کا تردد نہیں کرنا پڑے گا۔

رابعہ بصریہؒ

محمد طارق ندوی

مالی اپنے چمن کو زینت بخشنے کے لئے اس میں مختلف قسم کے پودے لگاتا ہے۔ جن کے ہر پھول کا رنگ جدا اور اس کی خوشبو الگ، کوئی سبز ہے تو کوئی سرخ، کوئی اودا ہے تو کوئی زرد، کسی کی ہلکی خوشبو ہے تو کسی کی بھینی۔ اسی طریقے سے مالک حقیقی کا بنایا ہوا چمن۔ یہ دنیا ہے۔ اس نے بھی اپنے چمن کو زینت بخشنے کا بھرپور انتظام کیا ہے اور طرح طرح کے پودوں سے (جن کو عباد الرحمٰن کہا جاتا ہے) اس دنیا کو آراستہ و پیراستہ کر دیا ہے۔ کسی سے علم و ادب کی خوشبو آتی ہے تو کسی سے تقویٰ و پرہیزگاری کی۔ کسی سے فضل و کمال کی مہک آتی ہے تو کسی سے ایثار و جاں نثاری کی۔ انھیں اللہ کے مقرب بندوں میں سے ایک عابدہ اور زاہدہ گزری ہیں جو کافی عرصہ ہوا بصرہ کی سرزمین پر رونق افروز ہوئی تھیں مگر صدیاں گذر جانے کے بعد آج بھی ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کا ڈنکا چہاردہ عالم میں بج رہا ہے اور بڑے بڑے عباد و زہاد ان کے ارشادات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

ان تمہیدی کلمات میں جس شخصیت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے ان کا نام نامی اسم گرامی رابعہ بصریہؒ ہے اور ان کا لقب تاج الرجال اور یہی وہ ہیں جن کو ام الخیرؒ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کو زہد و عبادت کی طرف فطری لگاؤ تھا۔ دن رات خدا کی عبادت آپ کا مشغلہ تھا۔ خدا کی محبت میں مست رہنا آپ کا شیوہ اور اس کی یاد سے لطف

اندوز ہونا آپ کا کام ——— علامہ ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں کہ عبدہ جو حضرت رابعہ کی خادمہ تھیں بیان کرتی ہیں کہ رابعہؒ کا یہ معمول تھا کہ رات بھر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتیں۔ بعد نماز فجر تھوڑی دیر کے لئے مصلے ہی پر سو جاتیں۔ جب صبح ہوتی تو اٹھتیں اور نفس کو ملامت کرتے ہوئے پھر عبادت میں مصروف ہو جاتیں

مذکور ہے کہ جعفر ایک مرتبہ ان کے یہاں گیا تو دیکھا کہ وہ عبادت میں مشغول ہیں اور امام سفیان ثوری بیٹھے ہوئے ہیں جب وہ عبادت سے فارغ ہوئیں تو جعفر نے نہایت تعجب سے کہا کہ مسلمانوں کا پیشوا اور امام بیٹھا ہوا ہے اور تم اس کی طرف ذرا سی توجہ نہیں کرتی ہو۔ کہنے لگیں کہ جب کوئی بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ بھی اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ میری طرف متوجہ تھا۔ ایسی حالت میں کسی مخلوق کی طرف کیوں توجہ کرنے لگی۔

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے کہ حسن حقیقی جب اپنے چاہنے والے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو اس پر ایک ایسا سماں طاری ہو جاتا ہے کہ دنیا اسے دیوانہ سمجھتی ہے مگر حقیقتاً وہ تمام عقلمندوں سے بڑا عقلمند اور تمام دانشوروں سے بڑھ کر دانشور ہوتا ہے۔ یہی حال رابعہ بصریہؒ کا ہے۔ اگر ظاہری طور پر ان کی باتوں پر غور کیا جائے تو عقل حیران و پریشان ہو جاتی ہے مگر جب اس کی گہرائیوں میں جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ عشق و محبت اور سوز و تڑپ کا نتیجہ ہے جس کے بعد انسان دنیا و مافیہا سے غافل ہو جاتا ہے بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر۔ اگر یوں کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ اپنے وجود سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔

آپ یوں مناجات کرتی ہیں کہ اے خدا دنیا میں جو کچھ میرے لئے ہے تو اسے اپنے دشمنوں کو دیدے کیونکہ دنیا انھیں کے لئے ہے اور آخرت میں جو کچھ ہے اسے اپنے دوستوں کو دیدے مجھے صرف تو کافی ہے۔

وہ بارگاہ خداوندی میں التجا کرتی ہیں کہ میرے رب اگر میں جہنم کے ڈر سے تیری عبادت کرتی ہوں تو تو ہمیشہ مجھے آگ میں جلاؤ اور اگر میں جنت کے شوق میں تیری عبادت کرتی ہوں تو جنت کو مجھ پر حرام کر دیجیو اور اگر تیرے شوق میں عبادت کرتی ہوں تو اپنے جمال کو مجھ سے پوشیدہ نہ رکھیو۔

اسی بے پایاں محبت کا نتیجہ تھا کہ نکاح نہیں کیا۔ کسی نے ایک مرتبہ پوچھا کہ کیا سبب ہے آپ نکاح کیوں نہیں کرتیں، فرمایا! نکاح کس وجود پہ ہوتا ہے ہم اپنا ہستی ہی فنا چکے تو نکاح کا کیا سوال ——— یہ جملہ جو آپ کی زبان سے نکلا آپ ہی کے شایان شان تھا اور ایک دنیادار اس کو اپنے لئے بطور مثال نہیں پیش کرسکتا ہے کیونکہ بسا اوقات ایک دنیادار کو اس کی حد سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے جس کو تارک الدنیا اپنے لئے خلاف مصلحت سمجھتا ہے

حضرت رابعہؒ حد درجہ مستغنی المزاج تھیں، سلاطین و امراء اہل منزلت و مرتبت ان کے چوکھٹ پر حاضر ہوتے تھے لیکن کبھی کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کیا اور ایسے توکل و قناعت سے زندگی بسر کی جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت رابعہؒ ایک ایسی متقی اور پرہیزگار اللہ کی مقرب بندی ہیں جو ہزارہا عابدوں اور زاہدوں سے فوقیت لے گئیں۔ اور اپنے کمال تقویٰ و پرہیزگاری سے یہ ثابت کر گئیں کہ عورت بھی مردوں سے عفت و پاکدامنی، عبادت و ریاضت، اخلاص و للٰہیت میں بڑھ سکتی ہے۔

محمد حمزہ حسنی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے نظامی پریس نخاس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا۔

آپ کیسے پڑھائیں

کلام پاک پڑھانے والی بہنوں اور بیٹیوں کے لئے اپنے تجربات کا نچوڑ

از ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی معلم اردو

جدید طریقہ تعلیم میں معلم یا معلمہ کے لئے نفسیات کا علم بڑا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ خاص طور سے بچوں کی نفسیات

دھوکہ نہ کھائیں

لیکن آپ دھوکہ نہ کھائیں جس نفسیات پر جدید ماہرین کو ناز ہے اس میں بعض اہم پہلو بھی ہیں۔ اور بعض باتیں تو دین داروں کے لئے ناقابل برداشت ہیں البتہ وہ قوم اس کے اہم پہلو کو بھی اچھی نظر سے دیکھتی ہے جس میں پردہ ایک فرسودہ خیال اور جنسی ادب میں جائز و ناجائز کی تقسیم ایک فضول سی بات ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ نفسیات کے اس جز سے دنیا ایسی مرعوب ہوئی ہے کہ شرعی قانون والے ملک کے اخباروں میں بچوں کی تربیت پر عورتوں کے لئے جو مضمون شائع ہوتے ہیں ان میں بتایا جاتا۔ مگر جب آپ کا ننھا بچہ آپ سے اپنی آمد کے بارے میں سوال کرے تو آپ کسی شرم کے بغیر واضح الفاظ میں یہ صحیح جواب

دیں تاکہ بچہ غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ یا ٹال دینے سے بچہ کا ذہن متاثر نہ ہو۔

صحیح بات تو یہ ہے کہ ایک فی صد بچے بھی اس طرح کے سوالات نہیں کرتے سوا اس کے کہ والدین خود اپنی حماقت سے ان کے سامنے ایسی گفتگو کریں۔ بس چاہیے کہ بچوں کے سامنے ایسی باتوں سے پرہیز کریں اور اگر کسی بچہ کے ذہن میں ایسا سوال آ ہی جائے تو جھوٹ بھی نہ بولیں اور ظاہری اسباب والا جواب بھی نہ دیں بلکہ کہا جائے کہ تم کو اللہ نے بھیجا ہے۔ میں نے تم کو آتے نہیں دیکھا وغیرہ پھر ہوشیاری سے کسی دوسری بات میں مشغول کر دیا جائے۔

اس طرح کے سوالات چار یا پانچ سال کا بچہ کر سکتا ہے اس کے بعد خود اس کے اندر قدرتی حیا پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر ماں باپ دیندار اور سلیقہ مند ہیں تو بچہ کسی کے سامنے پاخانہ پیشاب کرنے سے بھی گریز کرتا ہے اور اس طرح کے سوالات وہ خود ناپسند کرتا ہے۔ لہٰذا آپ نہ تو اس نفسیات سے مرعوب ہوں نہ زیادہ اس کے چکر میں پڑیں کہ آپ کو اللہ نے نفسیات کا ضروری علم از خود عطا فرمایا ہے۔

ماؤں کو بچوں کی نفسیات کا علم از خود ہوتا ہے

اللہ نے ہر ماں کو بچہ کی نفسیات کا علم دیا ہے۔ بلکہ ہر عورت کو البتہ ماؤں کو نسبتاً زیادہ، وہ جانتی ہیں کہ بچہ کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے۔ اور کن باتوں سے رونے لگتا ہے یہاں تک کہ بچے کی شکل دیکھ کر بتا دیتی ہیں کہ بھوکا ہے، پیاسا ہے یا کسی تکلیف میں مبتلا ہے، البتہ اپنی کم عقلی اور غور و فکر نہ کرنے کے سبب عموماً وہ بچہ کی نفسیات سے فائدہ نہیں اٹھاتیں، بعض عورتیں تو بچہ کو رلا کر مزا لیتی ہیں۔ اور بعض بے عقل مائیں گالی سکھا کر خوش ہوتی ہیں۔ لہٰذا ماؤں کو عموماً اور پڑھانے والیوں کو خصوصاً اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ ان کا

برتاؤ اور بات چیت بچہ کو نقصان پہونچا رہا ہے۔

غور کریں

آپ غور کریں کہ آپ بچہ کو کیوں مارتی یا ڈانٹتی ہیں۔ اسی لئے نا کہ وہ سبق یاد کرلیں۔ لیکن یہ صحیح ہے کہ ڈانٹ اور مار کا خوف بچہ کی صحت کو متاثر کرے گا عقل کو کند کرے گا۔ عقل کھلتی ہے۔ اطمینان سے اس کے بار بار استعمال سے اور بڑھتی ہے غور وفکر سے خوف وہراس میں عقل خاطر خواہ کام نہیں کرتی۔ پھر آپ کا غصہ خود آپ کی عقل کھودے گا۔ اور آپ کبھی بھی اس پر غور نہ کریں گی کہ بچہ کو سبق کیوں یاد نہیں ہے۔ اور نہ اس کا ازالہ کرسکیں گی۔ یہ غلط ہے کہ بچہ کی شرارت ہی سے سبق نہیں یاد ہوتا۔ بہت سی وجہیں ہیں جن کا حل ڈنڈا ہرگز نہیں ہے۔

سبق سے پہلے

روزانہ سبق سے پہلے اپنے ذہن کو ہر دباؤ سے خالی کردیں اور نیت کو خالص کریں۔ گھر کی پریشانیاں یا شاگردوں کے والدین کی جانب سے ناقدری کوئی چیز آپ کی تدریس میں حائل نہ ہو۔ آپ اللہ واسطے یہ خدمت انجام دے رہی ہیں۔ اللہ ہی آپ کو اجر دیں گے۔ اگر کوئی معمولی ہدیہ پیش کرتا ہے تو قبول کرلینے میں کوئی حرج نہیں۔ آپ جو وقت پڑھانے کے لئے دیں وہ بہت ہی خوش مزاجی سے پورا کریں۔ اور بچوں کو پڑھانے میں پوری صلاحیت لگادیں۔

اگر آپ اللہ واسطے پڑھارہی ہیں، آپ کے پاس فارغ وقت نہیں ہے کھانا پکاتے یا سیتے پروتے پڑھانا چاہتی ہیں تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر آپ اپنے ذہن کو تیار کرلیں گی تو انشاءاللہ چڑچڑے پن کا اظہار نہ ہوگا۔ طے کرلیں کہ آپ کو غصہ نہ آئے گا۔ آپ چیخیں گی نہیں۔ ماریں گی نہیں، آپ کے

یہ پھول مار کھانے کے لئے نہیں ہیں۔ حدیث سے مارنے اور کوڑے لٹکانے کا حکم ثابت ہے مگر دس سال کے بعد نماز میں کوتاہی پر، نہ کہ سبق نہ یاد ہونے پر، شرارت کی سزا مقرر کرسکتی ہیں۔ اور سزا دے سکتی ہیں۔ مگر غصہ ہوکر نہیں صرف سنجیدہ ہوکر۔ اور خوب یاد رکھیں سزا پاتے وقت جب بچہ معافی چاہے اور آئندہ اس حرکت سے باز رہنے کا وعدہ کرے تو ضرور معاف کریں لیکن شرارت کے اعادہ پر ضرور سزا دیں۔ سزا میں کبھی بھی ایسی ضرب نہ لگے کہ جسمانی نقصان پہنچ جائے۔ یا بچہ بہت ڈر جائے۔

کیسے پڑھائیں؟

عرض کرچکا ہوں کہ اس وقت قرآن شریف پڑھانے کے سلسلے میں اپنے تجربات پیش کروں گا، عربی زبان ہماری مادری زبان نہیں ہے۔ ہم لوگ پورا کلام پاک پڑھ جاتے ہیں۔ بلکہ یاد بھی کرلیتے ہیں۔ لیکن اس کا ایک لفظ نہیں سمجھتے یہ بھی کلام پاک کا اعجاز ہے۔ کلام پاک پڑھانے کے لئے سب سے پہلے حروف شناسی اور ان کی حرکات وغیرہ سے سابقہ پڑتا ہے۔

حروف شناسی کے لیے متعدد قاعدے بازار میں موجود ہیں۔ میرے خیال میں کسی بھی قاعدے کو کوئی اہمیت نہیں، اہمیت تو پڑھانے والے کی ہے۔

بسم اللہ کے بعد بچہ کو پہلے داہنا، بایاں، اوپر، نیچے کا علم دیں۔ پھر اگر آپ لکھ سکتی ہیں تو ایک کاغذ پر بڑی لکیر بناکر زبر، زیر، پیش اور جزم کے نشانات بنائیں، اگر آپ لکھ نہیں سکتیں تو کسی محرم سے مدد لے لیں، دوسرے کاغذ پر ایک نقطہ، دو نقطے اور تین نقطے، نیچے والے بھی اور اوپر والے بھی بنوالیں۔ تیسرے کاغذ پر دو زیر، دو زبر، دو پیش اور تشدید

بنائیں یا بنوائیں۔

پہلے بچہ کو زبر، زیر، پیش اور جزم کی پہچان کروائیں۔ پھر نقطوں کی جب یہ سبق اچھی طرح سمجھ میں آ جائے تو کسی قاعدہ میں یہ ساری علامات تلاش کروائیں۔ آپ رہنمائی کریں۔ بچہ خود تلاش کرے۔

اس کے بعد بچہ کو بے حرکت والے حروف نہ پڑھا کر زبر والی تختی پڑھائیں۔ حروف کے نام الف، بے، تے کے بجائے اَ، بَ، تَ بتائیں تو آسانی ہوگی۔ عرب میں یہی طریقہ رائج ہے۔ یہاں بھی جس نے آزمایا ہے کامیاب رہا۔

حروف کے مخارج پر دھیان دینا بھی بہت ضروری ہے۔ س، ش ق، ک کا فرق بہت واضح ہو۔ ت، ط، س، ص، ذ، ز، ظ اور ض میں بھی فرق کیا جائے۔

زبر کی تختی پڑھانے کے بعد زیر اور پیش کی تختی پڑھائیں۔ کام ذرا مشکل ہے ورنہ لکھا کر پڑھانا زیادہ مفید ہے۔

جب بچہ اَ، اِ، اُ کی پہچان کرے تو ہجے کے بغیر یہی آوازیں نکلوائیں اور بے پڑھے ہوئے صفحات میں یہ حروف تلاش کر کے ہجے کے بغیر پڑھوائیں۔

اس کے بعد دو زبر، دو زیر، اور دو پیش کی پہچان کروائیں، پھر ان کی تختیاں "قاعدہ" میں پڑھائیں۔ پہلے ہجے سے پھر بغیر ہجے کے۔

ملانے والے حروف پڑھاتے وقت شوشوں کی پہچان ضروری بتائیں جزم کا استعمال ذہن نشین کرائیں، ہجے سے پڑھانے کے بعد بغیر ہجے کے تمام دو حرفی الفاظ کا پڑھانا ضروری جانیں، لیکن بچہ رٹے نہیں، پہچان کر پڑھے، پھر پڑھے ہوئے دو حرفی الفاظ میں سے جو الفاظ مل سکیں کسی پارے میں

تلاش کروائیں جیسے مِنْ، اِنْ، فِیْ وغیرہ

سہ حرفی، چہار حرفی الفاظ پڑھاتے وقت کوشش کریں کہ بچہ اب ہجے کے بغیر حرکت کے لحاظ سے حرفوں کی آواز نکالے، پھر پڑھے ہوئے الفاظ میں سے ملنے والے الفاظ پارے میں تلاش کرے جیسے صُنْعَہٗ، دِیْنُکُم فِیْکُمْ وغیرہ۔

اب تشدید کی پہچان بتائیں۔ تشدید والے حرف کی آواز سمجھائیں اور بتائیں کہ تشدید والا حرف دو بار پڑھا جاتا ہے۔ پہلے ساکن پھر متحرک۔ پہلے ہجے سے پڑھائیں۔ پھر بغیر ہجے کے مشق کرائیں۔ مگر یاد رہے بچہ رٹے نہیں پہچان کر پڑھے۔

اب آپ پارہ پڑھانا شروع کر دیں۔ حروف کی آواز بچہ خود نکالے آپ رہنمائی کریں۔ مثلاً اَلْحَمْدُ پہلے بچہ رک رک کر نکالے گا۔ پھر بار بار کہنے پر رواں ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ بہتر ہوگا کہ آپ ہجے نہ کرائیں بلحاظ حرکت بچہ حروف کی آواز نکالے۔ جو پہلے نکال چکا ہے۔ اب آپ کو مد کی تینوں شکلیں اور نہ پڑھے جانے والے حروف کی رہنمائی کرنا، آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ بتائیں کہ جن حروف پر کوئی حرکت نہ ہو وہ پڑھے نہیں جاتے۔ اگر آپ نے تین صفحات ہجے کے بغیر محنت کر کے بچہ سے نکلوا لئے تو بچہ قرآن شریف پڑھنے لگے گا۔ اب آپ کو رہنمائی کرنا اور حروف مقطعات بتانا ہے نیز دعا بھی جو پڑھے نہیں جاتے مگر لکھے جاتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ مضمون پڑھنے کا طریقہ بتانا "بڑا خشک" ہے بلکہ پڑھانا اس سے دلچسپ ہے پھر اس کا تعلق عمل سے ہے اس لئے صرف لکھ کر یا بیان کر کے کما حقہ بیان کرنا ممکن ہے یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے جو جس طریقہ میں کامیاب ہے وہی بہتر طریقہ ہے۔ البتہ جن عیوب کی طرف نشاندہی کی گئی ہے ان کا دور کرنا اور ہر حال میں اشارے